

شراب وقمار

از جناب سر ریاض الحسن ضا

اسلام کے سوا دنیا میں جس قدر بھی مذاہب ہیں ان میں سے ہر ایک کی اپنی الہامی کتابیں مشہور ہیں لیکن قرآن مجید کے سوا باقی کتابوں کے متعلق تمام دنیا بلکہ خود ان کے ماننے والوں کا بھی یہ اعتراف ہے کہ وہ اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں ہیں مثلاً ہندوؤں کے ویدوں کا تو آج پتہ ملنا بھی مشکل ہے۔ پارسیوں کی گاتھا سکندر اعظم کے شراب کے سرور کی نذر ہو گئی۔ بائبل کے متعلق رسالہ لائف کا بیان ہے کہ وہ انسانوں کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ اگرچہ اس کے مصنفوں میں یسعیاہ (ISAIAH) و حزقی ایل (EZEKIEL) یرمیاہ (JEREMIAH) اور سینٹ پال (ST. PAUL) جیسے مشہور نام ملتے ہیں، لیکن اس کے اکثر الفاظ ان لوگوں کی تصنیف ہیں جن کے نام بھی ہمیں معلوم نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک ہزار سال بعد تک الہامی پیغام زبانی روایتوں کے ذریعہ باپ سے بیٹے تک منتقل ہوتے رہے۔ جب حضرت عیسیٰ سے کوئی ہزار برس پہلے یہودیوں نے پرانی کہانیوں اور نظموں کو قلمبند کرنا شروع کیا تو بار بار نقل کرنے میں دانستہ اور نادانستہ دونوں طرح سے تبدیلیاں آتی رہیں۔ اور عیسائیت کے پھیلنے کے بعد تو غلطیاں بڑھتی ہی رہیں۔ حتیٰ کہ عہد نامہ جدید میں عہد نامہ قدیم سے بھی زیادہ تبدیلیاں ہوئیں۔

نہ صرف عیسائی ان خفائق کو تسلیم کرتے ہیں بلکہ خود بائبل کے مطالعہ سے بھی یہ باتیں عیاں ہیں اس لیے تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں۔ اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اس جہان کے خالق نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے کون کون سے صحائف نازل کیے ہیں تو جوابات مختلف ہو سکتے ہیں، لیکن اگر یہ سوال کیا جائے کہ جن کتابوں

۱۔ HOW MEN WORSHIP BY F. H. HILLIARD. P 73

۲۔ ملاحظہ ہو رسالہ لائف کی اشاعت خاص بعنوان "بائبل"، ۱۹ اپریل ۱۹۶۵ء

کے الہامی ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے ان میں کوئی کتاب ایسی ہے جو خود اپنے من جانب اللہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہو اور پھر تغیر و تبدل سے بھی قطعی پاک ہو تو جواب میں قرآن حکیم کے سوا کسی کا نام نہیں لیا جاسکتا جو شخص بھی اپنے پیغام خداوندی تک رسائی چاہتا ہو اس کے لیے قرآن کے سوا کسی دوسری کتاب کی طرف رخ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو انبیاء علیہم السلام آتے رہے وہ ایسے معجزات پیش کرتے رہے جو صرف وقتی طور پر دیکھے اور محسوس کیے جاسکتے تھے، لیکن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خاص معجزہ یعنی قرآن کریم عطا ہوا وہ ایسا ہے کہ اس کا اعجاز انسان کے لیے ہمیشہ شعلِ راہ بنا رہے گا۔ یوں تو قرآن کریم بہت سے مختلف پہلوؤں سے معجزاتِ کثیرہ کا حامل ہے لیکن اس کا اصل معجزہ ہدایت ہے۔

قرآن کریم کی آیاتِ مقدسہ جن معجزات کی حامل ہیں وہ مَرُورِ زمانہ اور علمی ترقی کے ساتھ ساتھ دنیا میں نمایاں تراویزِ ماندہ تر ہوتے جا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم یہاں صرف ایک آیتِ کریمہ کے متعلق کچھ گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ یہ آیت احکامِ خمر سے متعلق ہے۔ ہم اس سلسلہ میں اس آیت کے بعض پہلوؤں پر اپنے قلیلِ علم کی مدد سے کچھ تھوڑی سی روشنی ڈالیں گے۔

خمر اور میسر کا باہمی تعلق | ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ
مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ - إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ
أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ
الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ -

اس آیت میں خمر اور میسر وغیرہ سے منع کیا گیا ہے۔ جوئے کی برائیاں اربابِ عقل پر ہمیشہ واضح رہی ہیں، لیکن موجودہ سائنسی اور نفسیاتی تحقیق سے اس قرآنی حکم کی جس طرح مکمل تائید ہو رہی ہے شاید قدیم زمانے میں یہ کیفیت نہ تھی۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ خدا سے بالکل منحرف ملکِ چین بھی جوئے کو اپنے ہاں قانوناً حرام قرار دینے پر مجبور ہو گیا ہے۔

قرآن نے شراب اور جوتے کو ایک ساتھ ذکر کیا ہے اس کی کم از کم تین وجوہ ہیں :

۱۔ ماہر نفسیات نے ان دونوں چیزوں کا گہرا تعلق ثابت کیا ہے۔ دونوں کی تہ میں جنسیات، خاصکر لواطت کے جذبات کام کرتے ہیں اور دونوں حقیقت سے فرار حاصل کرنے کے لیے بطور آلہ کے استعمال کیے جاتے ہیں۔

۲۔ آیت قرآنی یَسْتَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ الْخ (سورہ بقرہ ۲۱۹) اس بات کو واضح کرتی ہے کہ زمانہ نزول قرآن میں ایک موقع پر ان دونوں چیزوں کے بارے میں ایک ساتھ سوال کیا گیا تھا، اس لیے جواب میں بھی ان دونوں کو ایک ربط میں بیان کیا گیا۔

۳۔ عربوں کا یہ طریقہ تھا کہ سخت سردی اور عسرت کے زمانہ میں شراب کی محاسن قائم کی جاتیں اور زنگ میں آکر اونٹ ذبح کیے جاتے اور ان پر جو اکیلا جاتا پھر جیتا ہوا گوشت فقرا و مساکین میں تقسیم کیا جاتا اس طرح خوب فیاضی کی جاتی۔ گویا عرب میں شراب اور جو اساتھ ساتھ چلتے تھے۔ غرباء اور عوام کو اس طرح بظاہر جو فائدہ پہنچتا تھا اس کے باوجود جب قرآن نے ان کو حرام کیا تو لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسی مفید چیزوں سے اسلام کیوں منع کرتا ہے۔ ان کے اسی سوال کے جواب میں فرمایا گیا کہ ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے ”منافع“ بھی ہیں۔ ان منافع سے مراد یہی منافع ہیں، اس کا اشارہ کسی طبی یا ذاتی فائدے کی طرف نہ تھا۔ اس نقطہ کو سمجھنے کے لیے اس جہد کی تہذیبی تاریخ سے واقفیت ضروری ہے۔

منافع للناس کا مطلب | قرطبی لکھتے ہیں کہ خمر کے نشہ میں بخل بھی بن جاتا ہے (وتسحق البخل)، علامہ زبیدی تاج العروس میں لفظ اثم کے تحت لکھتے ہیں۔ قوله تعالى: قُلْ فِيهِمَا اِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ قَالَ ثعلب كانوا اذا قاموا فقموا واطعموا منه وتصدقوا فالاطعام والصدقة منفعة۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے ارشاد فیہما اثم کبیر ومنافع للناس کے بارے میں ثعلب نے یہ وضاحت کی ہے کہ اہل عرب جب جو اکیلتے تھے اور ہار جیت ہوتی تھی تو اس کے بعد کھانے کھلائے جاتے اور خیرات بانٹی جاتی تھی۔ یہی کھانے کھلانا اور خیرات دینا وہ منفعت ہے جس کا ذکر آیت میں کیا گیا ہے۔

ایک غور طلب بات یہ ہے کہ دونوں کا اکٹھا ذکر فرما کر کہا گیا ہے کہ ان میں لوگوں کے لیے فائدے کے پہلو بھی نظر آتے ہیں۔ یعنی جب یہ دونوں چیزیں جمع ہو جاتی تھیں تو پھر عرب کے جاہلی معاشرے میں افادہ کا ایک پہلو پیدا ہو جاتا تھا۔ کیونکہ نشے کی ترنگ میں فیاضی کی جاتی تھی۔ اس میں کسی فرد خاص کے فائدے کا ذکر نہیں بلکہ عام لوگوں کو جو دوسرا سے جو نفع پہنچتا تھا وہی مذکور ہے۔

شراب کے فائدوں کے متعلق تو بعض لوگوں نے ہرزہ سرائی کی ہے۔ حالانکہ اب ثابت ہو چکا ہے کہ اس میں کوئی فائدہ ہی نہیں بلکہ نقصان بنی نقصان ہے۔ نمونیہ میں یہ فائدہ مند ہونے کے بجائے نقصان دہ ہے اتنی کہ جان لیوا بھی ہو سکتی ہے۔ لوگوں کا یہ خیال کہ یہ محرک (STIMULANT) ہے، غلط ثابت ہو چکا ہے۔ اس کا اثر شروع سے آخر تک مُسکِن (DEPRESSANT) ہے۔ اب تمام ماہرین اس پر متفق ہو چکے ہیں۔

لیکن جوئے کے فائدے کے متعلق تو کوئی شخص بھی زبان نہیں کھول سکتا۔ جوئے میں اگر ایک شخص کو فائدہ پہنچتا ہے تو دوسرے کو نقصان۔ اس لیے قمار کے سلسلہ میں اگر کسی کو ذاتی فائدہ بھی پہنچتا ہے تو اس کا ذکر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ البتہ عام لوگوں کو جو فیاضی اور صدقہ سے فائدہ پہنچتا تھا، منافع لٹاس کہہ کر صرف اسی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اگر بغیر استحقاق کے ایک شخص کی دولت دوسرے کو پہنچ جائے تو سوسائٹی کا اس میں ایسا کو نسا فائدہ ہے جو قرآن اس کا ذکر کرے۔ سوسائٹی کو تو صرف غیبر کے صدقہ اور زیرات سے فائدہ پہنچتا تھا۔ نشہ میں یہ فیاضی آسان ہو جاتی تھی۔ ترنگ میں اگر بے اوقات جیتا ہوا سب کچھ فقرا کو بانٹ دیا جاتا تھا۔

علامہ زعمشری کہتے ہیں: ”غیبر کے معنی قمار کے ہیں۔ یہ غیبر کا مصدر ہے۔ یہ دھوکے کے معنی ہونے تو نے اس سے قمار بازی کی۔ یہ غیبر سے مشتق ہے، جس کے معنی آسانی کے ہیں۔ کیونکہ اس میں دوسرے کا مال بہت اور آسانی سے بغیر محنت و مشقت کے ہاتھ آ جاتا ہے۔ یا یہ غیبر سے مشتق ہے کیونکہ اس میں آدمی کی دولت و ثروت سلب ہو جاتی ہے۔ عرب میں غیبر کا طریقہ یہ تھا کہ ان کے ہاں بغیر بھل اور پروں کے دس یا زیادہ تیر تھے جن سے پانسوں کا کام لیا جاتا تھا۔ ان میں مختلف نشان ڈال دیئے گئے تھے۔ ان کے نام یہ تھے:

فَد - توام - رقیب - جلس - نَافس - مَسِل - مَعْل - مَنَح - سَفِیع - وَغَد -

ان میں سے ہر تیر کا ایک مقرر اور معلوم حصہ تھا جو ان اونٹوں میں سے نکالا جاتا تھا جنہیں وہ ذبح کرتے تھے۔ صرف تین تیر ایسے تھے، یعنی مَنَح، سَفِیع اور وَغَد، جن کا کوئی حصہ نہ تھا۔ . . . فَد کا ایک حصہ، توام کے دو، رقیب کے تین، جلس کے چار، نَافس کے پانچ، مَسِل کے چھ، اور مَعْل کے سات حصے تھے۔ ان تمام تیروں کو ایک تھیلے میں ڈالا جاتا اور وہ تھیلہ کسی معتبر آدمی کے ہاتھ میں دے دیا جاتا۔ پھر خوب ہلا کر ان تیروں کو آپس میں ملا دیا جاتا۔ اس کے بعد ہر ہر آدمی کا نام لے کر باری باری تیر نکالے جاتے جس کے نام پر مقرر حصہ والا تیر نکلتا وہ اپنا حصہ لے لیتا، اور جس کے نام بے حصے والا تیر نکلتا اس کو کچھ نہ ملتا، بلکہ تمام جانوروں کی قیمت اُسے ادا کرنی پڑتی۔ پھر یہ تمام جتیا ہوا گوشت یہ قمار باز خود نہ کھاتے بلکہ فقراء میں تقسیم کر دیتے اور اس پر فخر کیا کرتے اور جو اس شراب نوشی اور قمار بازی میں حصہ نہ لیتا اس کو بخیل سمجھتے اور اس کا نام ”برم“ (کنجوس) رکھتے تھے۔ آگے چل کر علامہ زغشتری لکھتے ہیں کہ قمار کی تمام اقسام میسرے کے حکم میں ہیں جن میں جو سراسر شطرنج وغیرہ شامل ہیں۔

امام بغوی لکھتے ہیں کہ میسرے کی اصل ذبح کے اونٹوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اور یہ اس طرح ہوتا کہ عرب میں اہل ثروت جانور خریدتے اور پھر ان کو ذبح کرتے (یعنی جو اکلیل کر)، پھر ان ذبح شدہ جانوروں کو فقراء میں تقسیم کر دیا جاتا اور اس میں سے قمار باز لوگ خود کچھ نہ کھاتے اور اپنی اس فیاضی پر فخر کرتے اور جو اس جوئے بازی میں شریک نہ ہوتا اس کو عیب لگاتے۔

مرتضیٰ زبیدی تاج العروس میں لفظ میسرے کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: جب عرب قمار بازی کرنا چاہتے تو ایک اونٹ قرض لیتے اور اس کو ذبح کرتے اور اس کے ۲۸ حصے کرتے تھے۔ . . . ذبح کے اونٹ کا نام میسرے اس لیے پڑا کہ اس کے اجزاء الگ کیے جاتے تھے، گویا وہ موضوع تجزیہ تھا۔

غازن لکھتے ہیں: کبھی ایسا ہوتا کہ ان میں سے ایک شخص ایک ہی نشست میں سوا اونٹ داؤ پر لگاتا اور اُسے مالِ کثیر حاصل ہوتا۔ پھر وہ اس مال کو محتاجوں میں بانٹ دیتا اور اس کی بڑی ناموری ہوتی۔ یہی وہ منفعت ہے جس کی طرف قرآن مجید میں اشارہ کیا گیا ہے۔

امام قرطبی اپنی تفسیر میں اس پر تفصیل سے گفتگو کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ عربوں کی عادت تھی کہ وہ سخت

سردی، عسرت اور قحط کے زمانہ میں یہ فعل کیا کرتے۔ قمار باز ضمانت پر اونٹ وغیرہ لیتے، اور قمار بازی کرنے کے بعد سب کچھ فقراء میں تقسیم کر دیتے، اس پر فخر کرتے اور اس میں حصہ نہ لینے والے کو برا سمجھتے اور اس کا نام کنجوس رکھتے۔۔۔ یہی اس جوئے کا نفع تھا، ورنہ اصل میں تو یہ دوسروں کا مال باطل طریقے سے لینا ہے۔ و شراب کے نشہ میں یہ فیاضی آسان ہو جاتی تھی۔ امام قرطبی کا یہ قول پہلے گزر چکا ہے،

پس ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم عرب میں شراب اور عیسر ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم تھے۔ تماش وغیرہ میں تو بعض اوقات کچھ تھوڑا بہت حصہ انسان کے فہم یا مشق کا ہو سکتا ہے، لیکن عیسر تو بالکل خال کی طرح ایک اتفاقی چیز ہوتی تھی۔ قرآن نے اس موقع پر قمار کا لفظ استعمال نہیں کیا ہے بلکہ عیسر کہا ہے جو جوئے کی خاص قسم تھی تاکہ اس کا شراب کے ساتھ مل کر فقراء کے لیے نفع کا جو پہلو نکلتا تھا اس کی تخصیص ہو سکے۔ جاہلیت کے زمانے میں عرب کے لوگ شراب پی کر اونٹ ذبح کرنے اور کھانا کھلانے کے اس قدر (CONDITIONED) عادی ہو چکے تھے کہ بعض اوقات جوئے کے سلسلہ کے بغیر ہی شراب کی ترنگ میں جو اونٹ ملتا اس کو بچھاڑ دالتے تھے، اور یہ نہیں دیکھتے تھے کہ کس کا ہے اور لوگوں کو اس کے کباب بنا کر کھلا دیتے اور غریب میں بھی تقسیم کرتے۔ سیرت النبیؐ جلد ششم میں شبلیؒ نے اس کا ذکر کیا ہے اور مثال کے طور پر سبوعہ معلقہ میں طرفہ کے قصیدے اور صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ کے قصے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

روسی ماہر نفسیات (PAVLOV) نے CONDITIONING (عادی ہونا) کے تجربے کئے پر کیے تھے جس کو گھنٹی بجنے کے ساتھ کھانا ملتا تھا۔ پھر جب عادت پختہ ہو گئی تو صرف گھنٹی سننے ہی سے اس کی رال ٹپکنی شروع ہو جاتی تھی چاہے کھانا کہیں بھی نہ ہو۔ عرب کے لوگ بھی شراب اور عیسر کے معاملہ میں اسی نوعیت کے عادی ہو چکے تھے۔

یہاں سے ایک یہ مسئلہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ اگر جو اس شرط سے کھیلا جائے کہ جتیا ہوا مال خیرات کر دیا جائے گا۔ پھر بھی حرام ہی ہوگا۔

یہاں سے امام قرطبی نے ایک عمدہ دلیل ہر قسم کے نشہ کی حرمت پر اخذ کی ہے وہ یہ کہ عیسر جوئے کی خاص قسم ہے، لیکن علماء کا اس پر اجماع ہے کہ ہر قسم کا جو بالکل عیسر ہی کی طرح حرام ہے۔ اسی طرح چاہے

غمر کے معنی صرف انگور کی شراب کے ہوں، لیکن اس مثال کے مطابق ہر قسم کا نشہ خمر ہی کی طرح حرام قرار پائے گا۔
امام موصوف کے الفاظ یہ ہیں :

والخمر ماء العنب الذي غلا او
طبخ وما خامر العقل من غيره
فهو في حكمه - لان اجماع العلماء
ان القمار كله حرام وانما
ذكر الميسر من بينه فجعل كله
قياساً على الميسر - والميسر انما كان
قماراً خاصة كذا لك كل ما كان كالخمر
فهو بمنزلة قمار -

غمر انگور کے اس رس کو کہتے ہیں جو سڑ گیا ہو
یا پکا یا گیا ہو۔ رہیں دوسری وہ چیزیں جو عقل
کو ڈھانک لیتی ہیں، تو وہ خمر ہی کے حکم میں
ہیں، کیونکہ علماء کا اس پر اجماع ہے کہ ہر
قسم کا جو احرام ہے، حالانکہ قرآن میں جوئے
کی صرف ایک قسم ”میسر“ کا ذکر کیا گیا ہے۔
مگر علماء نے اس پر قیاس کر کے تمام جوؤں کو
حرام قرار دیا ہے۔ ایسا ہی معاملہ تمام شرابوں
کا بھی ہے کہ ہر وہ چیز جو غمر کی طرح ہو وہ غمر
کے حکم میں ہے۔

رہا،